دلتنگدم

قسط نمبر: دس

سکندر نے حداد کے حلیے کا جائزہ لیا پھر چیخ کے آتی بخت کو پھر اس کی نظر جیسے ہی سکندر' رمشا اور ارہا پہ گئی تو ایک منٹ کے لئے ٹھہر گئی اس کے بعد چہک کر اس نے ماما کا نام لیا اور ارہا کو رمشا سے لینے لگی کہ حداد نے اس کے بازو کو پکڑ کر روکا۔

ارہا بخت اور اپنے نانا کو دیکھ کر چہکی۔

نانا۔۔پی آآپی۔"

"یہ کونسی جنگ عظیم چھیڑی ہے۔ماموں یہ آپ سرف سے نہائے ہیں۔" رمشا ہنستے ہوئے دونوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔ سکندر نے اپنی گلاسس اُتاری اور حداد کو دیکھنے کے بعد بولا۔

"اب تم لوگ ہمارا منہ دیکھتے رہو گے یا اندر آنے کے لئے راستہ بھی دو گے۔"

سکندر کی بات سُن کر بخت نے فوراً سے حداد کو سائڈ پہ کیا۔

"آپ تو ہٹے آیئے ماما یار آپ سب نے تو مجھے خوش کر دیا سوری میں تو اب ساروں کو ہگ کر لیتی مگر میرے پیارے سے شوہر نے مجھے یاد دلایا کہ میں کس حلیے میں ہوں۔"

بخت اور نے چہک کر کہتے ہوئے حداد کو دیکھا جس کا چہرہ سکندر کو دیکھنے کے بعد عجیب ہو گیا تھا مگر کسی نے بھی اس کو نوٹس نہیں لیا۔

"کوئی بات نہیں بچے مگر تم دونوں کر کیا رہے تھے کیا لانڈری میں تھے؟" اس نے ان کی حلیے کی طرف اشارہ کیا۔ بخت کچھ کہنے لگی تو حداد بول پڑا۔

Do not publish without author's permission

"بس چھوٹی موٹی گڑبڑ ہو گئی تھی اس کو ہینڈل کر رہے تھے۔ تم دونوں کا آنا سپرائز نگ تھا۔ بتایا کیوں نہیں۔ ہم ریڈی رہتے۔" پھر ایک دم وہ چونک پڑا جب دو بیگز پکڑے جاوید اور الیکس اندر آئے۔ یہ دونوں بھی کیوں یہاں ہیں۔

"ارے آپ لوگ بھی ماما یار بہت لمبے ٹائیم کے لیے لگتا ہے آپ اور آپی آئے ہیں اسلام و علیکم جاوید بھائی۔

Privet Alex dobro pozhalovat' v shveytsariyu۔

(ہیلو الیکس سویٹزرلینڈ میں خوش آمدید) بخت اُردو میں جاوید سے اور روسی زبان میں الیکس سے مخاطب ہوئی جس پہ حداد حیران رہ گیا۔ اسے کب سے روسی زبان آتی ہے ۔جاوید اور الیکس نے مسکرا کر اپنی طرف سے جواب دیا۔ سکندر اپنی جیکٹ اُتار کر گھر کا جائزہ لیا رمشا نے ارہا کو اُتارا جو ان سب کو چھوڑ کر چھوٹے سے لاونج کی طرف بھاگی کیونکہ اس کی تیز نظریں حداد کے سامنے پڑے ماڈل والے سکیلیٹن پہ پڑ گئی۔ سکندر نے بھی دیکھ لیا اور آفسوس سے سر ہلاتے ہوے اپنی بیٹی کی طرف بڑھا۔

"دونوں اپنا حلیہ درست کر آئے۔ ویسے سکندر کو انفارم کرنا چاہیے تھا ایسے بن بلائے آنے پہ معذرت مگر اچانک آنا پڑا مجھے تو بتایا بھی نہیں سکندر نے ورنہ میں کم سے کم آپ کو ہی مسیج کر دیتی ماموں۔

ہم بیٹھے ہیں بے فکر ہو جائے۔"

رمشا ان دونوں کو بولی جب حداد جاوید اور الیکس سے مخاطب ہوا۔ بخت نے رمشا کو گھورا اور کچھ کہنے لگی کہ حداد بیچ میں بول پڑا۔

Do not publish without author's permission

صحیح کہہ رہی ہو واقعی انفارم کرنا چاہیے تھا۔ خیر میں چینج کر کے آیا بخت ان کو سیٹل کرو۔" اس نے سکندر کو دیکھا جو ارہا سے سکیلٹن لے رہا تھا۔

"ارو نہیں دس از سکیری۔ یہ نانا کا ہے۔"

جبکہ ارہا جو اس کی ٹانگ پکڑ چکی تھی زرا سی کھینچتے ہوئے باپ کو زرا سا گھور کر بولی۔

"پاپا ای مائین۔ نو نانا۔ می پلے۔ ای جو کی۔"

"یہ جو کی نہیں ہے سویٹ ہارٹ۔" وہ ان سے نظریں ہٹاتا بخت یار مشا کے کچھ کہنے سے پہلے اوپر تیزی سے گیا۔

"یہ تو فضول ہی بولتے ہیں آپ کو سیٹل کروں پھر اپنا حلیہ درست کروں اس کے بعد آپ لوگوں کے کھانے کا انتظام بھی کرنا ہے۔ اللہ آپی اور ماما میں بتا نہیں سکتی میں آپ کے آنے پہ کتنا خوش ہوئی ہوں۔ مجھے لگا میں اپنے پیارے ملک واپس آگئی ہوں۔" وہ بولتے اس طرف آئی جہاں ہمیشہ کی طرح باپ بیٹی کیوٹ سی بحث میں لگے ہوئے تھے۔

"ارو اسے میری طرف سے توڑ دو۔ تمھارے نانا نے ویسے بھی کچھ نہیں کہنا۔"

"توبہ یہ دونوں کم تھے کہ تم بھی شروع ہو گئی بخت۔ ارو پاپا کی بات سُنو۔" اس طرح ایک خوشگوار منظر سے ہٹ کر اوپر چلتے ہیں جہاں حدادا اپنے کمرے میں آیا اور اس نے دروازہ بند کیا اور اپنے منہ پہ ہاتھ پھیرا۔

"گاش یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔ اب میں رشیا کیسے جاوں گا یا کام کیسے کروں گا!!!!!! ڈیم اِٹ" اس نے دانت پیستے ہوئے آہستگی سے کہہ کر اپنے سر پہ ہاتھ پھیرا پھر ایک دم چونکہ۔

"کہیں اسے شک تو نہیں ہو گیا؟ کہیں اسے میرے کام کا تو پتا نہیں چل گیا۔" سوچتے ہوئے اسے غصہ نئے سرے سے چڑھا۔

"کوئی تو بات ہے ورنہ سکندر بغیر بتائے نہ آتا۔ مجھے وہ ضرور بتاتا کوئی بات ہے۔ مجھے پتا لگوانا ہو گا۔"

اس نے بالوں کو مٹھی میں لیتے ہوئے خود سے تہہ کیا پھر واش روم کی طرف بڑھا بیچارے کو اب پھر سے حلیہ درست کرنا تھا۔ کبھی کبھی وہ بھی ایک بچہ ہی بن جاتا تھا۔

※※※※※※※※※※※※※※※※※※

ٹائی باندھ کر وہ کوٹ پہننے کے لیے مڑ کر اسے اُٹھانے لگا جب حیا نے اس کے اُٹھانے سے پہلے ہی پکڑ لیا۔

"کدھر جانے کا ارادہ ہے مسٹر؟" مصطفیٰ مسکرایا۔

"ہمیشہ کی طرح کام پہ! طبیعت ٹھیک ہے نا مارننگ سکنس تو نہیں ہوئی؟"

"ہاں ابھی بسکٹ اور جوس الان کے کہنے پہ پی کر اوپر آئی ہوں۔" حیا نے مصطفیٰ کو کوٹ پہنانے کے لیے بڑھی مصطفیٰ نے مڑ کر اس کو اس کا کام کرنے دیا۔

"بوئیز چلے گئے سکول؟" مصطفیٰ کوٹ کے کالر ٹھیک کرتے ہوئے حیا سے بولا جس کا وجود مصطفیٰ کی وجہ سے آئینے میں چھپ گیا تھا۔

"جی ابھی پانچ منٹ پہلے گئے ہیں۔ مصطفیٰ کہاں جا رہے ہیں کیا میٹنگ اس دفعہ شہر میں نہیں ہے؟" مصطفیٰ رُکا پھر مڑا اور حیا کو بازوؤں میں لے کر اسے زرا سا اُٹھا کر اپنے چہرے کے مقابلے میں لایا۔

Do not publish without author’s permission

"میں نے لیپ ٹاپ پہ ریمانڈر لگا دیا ہے۔ انھیں فولو کرتی رہنا۔ میں کیمرے پہ نظر رکھوں گا اگر زرا سی اپنے معاملے میں کوتاہی کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا۔"

حیا نے مصطفی کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"وہ تو میں کر لوں گی مگر بتانا پسند فرمائے گے کہ جا کہاں رہے ہیں آپ؟"

"ایک دن کے لیے ورسا اور دو دن کے لئے کروشیا کچھ کام نپٹانے ہیں آ جاوں گا مگر ان دنوں میں بہت احتیاط کرنی ہیں۔ بوئیز کو میں نے ان کے فونز میں وائس کال میں انسٹرکشن دے دی ہے۔ ولی اور فجر کو بھی کہہ دیا ہے کہ وہ شام کو چکر لگا جایا کرے حیا پلیز ڈونٹ دو اینی تھنگ داٹ میک می اینگری۔" وہ حیا کو چوم کر سنجیدگی سے بولا۔

حیا نے مصطفی کی تھوڑی پکڑ کے ہلائی۔

"پرامس ہزبنڈ۔ آپ اور آپ کی بیٹی کے لیے کچھ بھی۔"

"گڈ گرل اب میں سکون سے جا سکتا ہوں۔" مصطفی نے اسے ایک بار پیار کر کے نیچے اُتارا۔

"تو میں اُمید نہ کروں دس ہزار مسڈ کال اور بیس ہزار مسجیز کی۔" حیا شرارت اس کی ٹائی کو چھیڑتے ہوئے بولی۔

"مصطفی نے اس کی تھوڑی پکڑی اور اپنی اوشن بلیو آنکھوں سے دیکھا۔

"وڈیو کال کروں گا اور بھی ہزار بار بولو کیا کرلو گی۔" اس کی نظروں میں کچھ تھا جس پہ حیا آنکھیں جھکانے پہ مجبور ہو گئی۔ مصطفی جھک کر کچھ کرنے ہی والا تھا دروازے پہ ناک ہوا۔ مصطفی بدمزہ ہو گیا۔

"یہ ضرور بُراق ہوگا کچھ نہ کچھ بھول جاتا ہے۔"

"اتنا شریف نہیں ہے آپ کا بیٹا دھڑم کر کے آ جاتا تھا۔ کم اِن۔" حیا مسکرا کر بولتی ہوئی اپنی گرد شال ٹھیک کرتے ہوئے ناک کرنے والے کو اندر بلایا۔ آنے والا پیٹر تھا۔ مصطفی اب متوجہ ہوا کیونکہ پیٹر بلاوجہ ایسے نہیں آیا کرتا تھا۔

"او پیٹر خیریت؟" مصطفی کے بجائے حیا بولی۔

"یپ آل گڈ۔ سر پلین تو آ چکا ہے مگر کاپو نہیں آئے۔"

کاپو کا نہ آنے کا سُن کر مصطفی نے سر ہلایا۔

"نو وریز وہ کل سیدھا کروشیا آئے گا۔ ورسا میں ویسے بھی اس کا کوئی کام نہیں ہے اور کچھ بتانا تھا؟"

" یس ورسا کی میٹنگ میں مالیشو نہیں ہوگا۔"

مصطفی کے ماتھے پہ اب کی بار بل آ گئے۔

"مگر میں مالیشو کی وجہ سے جا رہا ہوں۔ مجھے تو پکی خبر ملی تھی کہ وہ آئے گا۔ تو یہ کیا ہے!!! کہیں اسے شک تو نہیں ہو گیا کہ کاپو آ گیا کاپو کی آمد کی کسی کو خبر نہیں ہونی تھی۔"

مصطفی اب کی بات سختی سے بولا۔ حیا جو چھوٹی سی باسکٹ جو شیشے کے ساتھ موجود تھی اسے اُٹھانے لگی جب مصطفی کی بات پہ چونکی۔

"آئی ڈونٹ تھنگ خبر ہوئی ہے۔ کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے مگر اب آپ ورسا جائے گے۔"

"جانا تو پڑے گا پتا تو کروں کہ آخر چال کیا ہے اس کی۔ تم گاڑی تیار رکھو میں آرہا ہوں۔"

وہ سر ہلا کر چل پڑا۔

"مصطفی یہ کاپو کون ہے ؟" مصطفی جو دراز سے اپنی فائل نکالنے لگا تو ایک دم حیا کی بات سُن کر بولا۔

"ہے کوئی میرے بزنس میں انولڈ بے بی گرل۔"

"کاپو بڑا ہی عجیب نام ہے۔ یہ کوئی لقب تو نہیں ہے ؟"

مصطفی فائل نکالتے ہوئے اس کو کھول کر دیکھنے لگا اس کے بعد اس سائین کرنے کے لئے بیڈ پہ بیٹھا۔

"لقب ہی سمجھو۔ خیر تم اب کیا کرو گی ؟"

"یوگا کے بعد بُراق کے لئے بریانی بنانی ہیں کب سے بول رہا تھا میرا بے بی۔ آج فارغ ہوں کیونکہ آپ بھی نہیں ہونگے اس کے بعد تھوڑا ریسٹ کرنے کے بعد فجر کے پاس جاوں گی۔"

"کُک سے بنوالو بے بی بُراق کو سمجھنا چاہیے تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔" مصطفی فائل سائین کرنے کے بعد اُٹھا اور اپنا بیگ اُٹھانے لگا جو اس نے رات کو ہی پیک کر لیا تھا۔

"وہ کھانا نہیں کھائے گا بے فکر ہو جائے۔"

Do not publish without author's permission

"یہ ولی کو دے دینا اور آئی ریپیٹ حیا اپنا خیال رکھنا۔" حیا نے مسکراہٹ دبا کر سر ہلایا ۔ مصطفی نے اس کے دونوں گال تھام کر ہمیشہ کی طرح اپنا پیار نچھاور کرتے ہوئے کہا۔

"تم کس کی ہو بے بی گرل؟"

"فی الحال تو اپنی بچوں کی ہوں۔" حیا شرارت سے بولی۔

"نہیں تم صرف میری ہو اونلی مائین۔" مصطفی کی آنکھوں اور لہجے میں پوزیسونس آگئی جو بارہ سال پہلے اس کو دیکھ کر آئی تھی۔

••••••••••••••••••••••••••••

"یار بخت یہ اتنی تکلف کی کیا ضرورت تھی یار۔ہم سب کا چند گھنٹے کا سٹے تھا جرمنی میں وہاں ہم لوگ کھانا کھا کر ہی آئے تھے۔"

"اچھا آپ لوگ جرمنی میں رُکے تھے کیسا تھا؟ میں اور حداد سوچ رہے تھے کہ میرا کورس ختم ہو جائے تو جائے گے۔" بختاور گرما گرم سوپ کا ڈھکن کھول کر اس میں چمچ رکھتے ہوئے رمشا سے بولی۔

"اصل میں ارو کی طبعیت بیچ میں زرا عجیب ہو گئی تھی۔پیٹ اپ سیٹ تھا سکندر کا تو پتا ہے ناپریشان ہو جاتے ہیں۔رُکنے کا فیصلہ کیا۔جرمنی میں کوئی ان کا جاننے والا تھا اس کے گھر لے کر گئے۔پاکستانی تھا وہاں سے ارو کا چیک اپ کیا کھانا شانا کھا کر پھر بس یہاں موجود ہیں۔بخت کیا کیا منگوالیا بتاو تو سہی۔" رمشا بخت کی مدد کے لیے آگے بڑھی کہ بخت نے بازو آگے کیا۔

Do not publish without author’s permission

"سوری۔ آپ مہمان ہیں ہماری دیکھیں جیسے ماما اور ارور یلیکس ہو کر بیٹھے ہیں آپ بھی چل کریں۔ میں بس کھانا سیٹ کر رہی ہوں اور کچھ نہیں بے فکر ہو جائے آپ کی طرح بالکل سگھڑ نہیں ہوں بقول آپ کے ماموں کے۔"

رمشا نے اسے گھورا۔

"تم ابھی بچی ہو چندا اور مجھے کونسا اچھا پکانا آتا ہے بس ابھی تک ایکسپیریمنٹ ہی کرتی ہوں۔ بخت؟"

"جی آپی۔" بختاور اب چاول کا باول نکال رہی تھی تو رمشا کو بولی۔

"تم خوش تو ہو نا چندا؟" بختاور مڑی رمشا اس کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ اور ماما کی دعائیں ساتھ ہیں خوش کیسے نہیں ہو نگی۔" حداد نے سیتھوسکوپ سے ارہا کی ہارٹ بیٹ چیک کی ارہا نانا کہتے ہوے اسے سیتھسکوپ چھینا چاہتی تھی کہ حداد نے ٹوکا۔

"نانامی نوسک پاپا پاسک پاپا ہرٹ ممی کرائے۔" ارہا کی فراٹے سے چلتی زبان پہ اب سکندر اارو کو گھورنے لگا۔

"ہیں ماما کیوں کرائے۔ سکندر رمشا کیوں رو رہی تھی؟"

حداد نے اب سکندر کو دیکھا جو سر جھٹک کر اپنے داڑھی پہ ہاتھ پھیرتے ہوے سامنے چلتی ٹی وی کو دیکھ کر بولا۔

"کچھ نہیں کل بخار تھا تو زرا پریشان ہو جاتی ہے تمھاری بھانجی۔انفیکٹ رمشا کو بھی انفیکشن ہوا حیران طور پہ اس نے ہمدان کی دی ہوئی دوائی لی تو اب ٹھیک بول رہی ہے ۔یہ تو ٹھیک ہے نا؟"

"رمشا کی تو چہرے کی اس حصے کی سوجن دیکھ کر ہی سمجھ گیا میں اور اسے کچھ نہیں ہوا بس فلائی سکنس ہو جاتی ہے بچوں کو۔"

"نانامی گیو می ایبر می ہیلپ یو۔"

ارہا نے سیتھسکوپ حداد سے چھینا چاہا۔

"نو اروبہ ڈینجرس ہے۔ویسے داود تمھاری بیٹی تمھاری طرح ضدی ہے۔"

"نانا نو می گیو نانا بیڈ نانا نو ہیلپ پاپا سک۔"

"ایک سکینڈ تمھارے پاپا کو چیک کر لوں پھر دوں گا۔"

اس نے ارہا کے منہ بھینچ کر اس کو پیار کیا۔ارہا نے گھور کر اپنے گال پہ ہاتھ مارا۔

"تمھارا چہرہ ابھی بھی سُرخ ہے۔ٹیمپریچر کتنا تھا؟"

سکندر تھکا ہوا لگ رہا تھا مگر اپنی آنکھیں گھماتے ہوئے بولا۔

"میں ٹھیک ہوں بس موسم کی تبدیلی سے جسم گرم سرد ہوتا رہتا ہے۔"

"مانا کہ تم پتھر کے بنے ہوئے آدمی ہو مگر ہوا پانی کا آثر تو ہوتا ہی ہے نا۔لوگوں کا خیال رکھتے ہو تو تھوڑی سی اپنے اوپر توجہ بھی دے دیا کرو۔" حداد نے سکندر کا ہاتھ پکڑ کر چیک کیا تو سکندر نے اپنا ہاتھ ہٹایا۔

"ٹھیک ہوں میں یار اب آہستہ بولو بخت پریشان ہو جائے گی۔"

Diltangedum by Samreen shah
Published by Classic urdu material
Do not publish without author's permission

"تم نے چیک اپ نہ کروایا تو میں یہی کروں گا اس کو بتا کر پھر اس کو روتے ہوئے تم خود سنبھالنا۔"

"تم جیسا کمینہ آدمی میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ لو دیکھ لو اور جان چھوڑو میری ۔" سکندر رسید ھا تو حداد کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔

"تم آئینہ نہیں دیکھتے کیا؟" سکندر نے اسے تیز نظروں سے دیکھا مگر اس کے ہونٹ زرا سے کھینچے۔

"نانا می بون می گیو بھو۔" اب اسے حداد کا وہ سکیلٹن یاد آگیا تو صوفے سے اُتر کر حداد کی سویٹر کھینچنے لگی۔

"بھو سب کو کھا جائے گا ارہا۔ بواز سکیری۔"

حداد نے سکندر کو تھرمامیٹر دیا اور سکندر کی نبض چیک کی۔ بخار واقعی تیز تھا مگر اس نے کسی پہ ظاہر نہیں پڑنے دیا تھا۔

"می پاپا ہیلپ۔ پاپا کِک۔۔ پاپا ٹیمپی۔۔ میں ہرٹ بھو۔۔ بھو نو ہرٹ می۔"

دراصل ارہا کہنا چارہی تھی وہ سکیلٹن سے نہیں ڈرتی وہ اور پاپا مل کر سکیلٹن کو مارے اور ٹرامپل کریں گے اگر اسے نے ہرٹ کرنے کی کوشش کی۔ حداد اسے چھوٹی سی جونیئر بھا کو دیکھنے لگا جو بہادر بھی تھی۔

"اسے تو کہی ٹریننگ نہیں دینے لگے کیا تم؟" سکندر نے تھرمامیٹر منہ سے نکال کر حداد کو دیا۔

Diltangedum by Samreen shah
Published by Classic urdu material
Do not publish without author's permission

"اسے لوگ ایسی ہی جونیئر بھا نہیں کہتے۔ارواب چُپ نوانویں نانا۔" سکندر نے کہہ دیا تو ارہا کو چُپ ہونا پڑا اور بازو سینے پہ لپیٹ کر باپ کی طرح ماتھے پہ بل ڈال کر بولی

۔

"نو لسن ارو۔نولا یکی ارو۔" خود سے بڑبڑاتے ہوئے وہ ماں کی طرف کچن میں گئی اس کی بات سُن کر حداد ہنس پڑا۔

"یہ ڈرامہ کوین بخت بیگم پہ کیسے چلی گئی۔" کہتے ہوئے اس نے ٹیمپریچر چیک کیا تو ایک دم سنیجدہ ہو گیا۔

"ایک سو تین۔پتا تھا مجھے۔"

"کیا ایک سو تین ماما آپ کا چہرہ کیوں اتنا تپ رہا ہے؟"

"کچھ نہیں ہوا کھانا لگ گیا کیا؟" سکندر اگنور ہو کر اُٹھنے لگا حداد نے اس کا راستہ روکا۔

"تمھارے اس عظیم ماما کو ایک سو تین بخار ہے بجائے آرام کرنے کے اس نے سوچا ٹھنڈے ملک میں آکر اپنے آپ کو مزید ٹارچر دوں ہیں نا۔" سکندر کا دل کیا کہ اس کا منہ توڑ دے۔

"زرا سا جسم گرم ہے بخت خوامخواہ بکواس کر رہا ہے۔" مگر بخت آن سُنی کرتے ہوئے سکندر کے ہاتھ کو پکڑا۔

"میرے اللہ اور میں اتنے آرام سے آپ کو بیٹھنے دیا۔آپی کی طبیعت مجھے صحیح نہیں لگی ۔ارہا کا بھی بتایا کہ اس کی وجہ سے آپ کو راستے میں رُکنا پڑا۔آپ لوگ مجھے خوش کرنے آئے ہیں یا پریشان۔چُپ کر کے فوراً چلیں اوپر۔حداد ٹھنڈے پانی کا کپڑا لائے

Do not publish without author's permission

توبہ اوپر سے کمرہ بھی اتنا گرم کیا ہم نے۔ماما یہ سویٹر اُتاریں۔"بخت نے سکندر کو کھینچتے ہوئے اوپر لے کر جانا چاہا کہ سکندر نے روکا۔

"بچے بالکل ٹھیک ہوں میری بات کیوں نہیں سُنتے۔"

"بخت اب تم ہی انھیں سیٹ کرو۔ مم میری بات تت تو سُنی نہیں ہے۔کوئی بھی بات کرو جھٹک دیتے ہیں۔"

بختاور اب بالکل ارہا کی طرح سکندر کو گھورنے لگی سکندر کو بے اختیار بخت پہ پیار آیا۔ اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر زرا سے بال بگاڑے۔

"جھٹک کے دکھائیں۔اب انھوں نے بستر سے اُترنے کی کوشش کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا اور یہ میرا گھر ہے کسی بھا شاہ کی نہیں چلے گی۔" اب حداد اور سکندر ہنس پڑے۔ارہا ماما کو ڈرائینگ روم سے پکار رہی تھی۔

"یہ دھمکی تو صرف تم ہی دے سکتی ہو۔ہم کچھ کہے تو ہمیں آنکھیں دکھاتے ہیں۔"

"تمھارے سامنے کیسے شکائیتی بلی بن جاتی ہے رے۔ تمھیں تو دیکھتا ہوں میں۔"

"انھیں آپ بعد میں دیکھنا پہلے مجھ سے تو نپٹے۔ چلیں تا کہ میں آپ کے لیے نیچے سے سوپ لاؤں توبہ حد ہی ہو گئی۔ بالکل پرایا ہی کر دیا ہے کچھ سمجھنا ہی نہیں ہے مجھے۔"

سکندر کو ناچار بختاور کی بات مانی پڑی۔رمشا ڈرائینگ روم میں گئی تو حداد بھی اس کے پیچھے آیا۔

"گڑیا تمھاری طبعیت تو ٹھیک ہے ناد کھاؤ یہ سوجن کس وجہ سے ہوئی۔"

Do not publish without author’s permission

"پتا نہیں اچانک ہی۔۔۔ ہو گیا آپ فکر مت کریں۔ یا تو سب۔۔۔۔ ہی بیمار ہو گئے عجیب۔۔۔۔ ہی موسم ہوا ہے۔ آپ بھی کمزور لگ۔۔۔۔ رہے ہیں۔"

"بس ایک ویمپائیر سے شادی کروادی یہی تو ہونا تھا۔ اچھا ابھی درد ہو رہا ہے لائیک بولنے میں پرابلم تو نہیں ہو رہی؟"

"ہاں کھینچاو اور زرا سا درد ہوتا ہے باقی۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔"

"آو بیٹھو ارہا نے اچھا کیا رونق لگادی۔" حداد نے ارہا کے سر پہ ہاتھ پھیرا جو نگٹ کو ساس میں ڈال کر کھانے کی کوشش کر رہی تھی مگر اپنے چہرے پہ جگہ جگہ ساس لگادی تھی۔ رمشا نے جھک کر ٹیشو سے اس کا منہ صاف کیا تو ارہا منہ ماں سے دور کرنے لگی ۔

"ممی۔۔۔۔ می ایٹ۔۔۔ ممی می ہنگی۔"

"ہاں ہاں کھانے سے نہیں روک رہی میں کھاو تم۔"

حداد مسکرایا مگر ان کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھ بے حد عجیب ہو گئی۔

ان میں دُکھ بھی تھا۔

ان میں خوف بھی اور ان میں پچھتاوا تھا کس چیز کا۔ یہ تین رنگ لمحوں میں غائب ہوئے۔

"ایک بات ویسے پوچھنی تھی بچے۔" وہ کہتے ہوئے ایک دم کُرسی گھسیٹ کر بیٹھا اور انگلیاں کو باہم ملائے بولا۔

Do not publish without author's permission

"وہاں پیچھے کچھ ہوا ہے کیا جس طرح اچانک آنا ہوا؟" وہ اب ایسے تو نہیں پوچھ سکتا تھا کہ ایک دم بنا بتائیں آنے کے پیچھے آخر سکندر کا مقصد کیا تھا جبکہ اس نے روس بھی جانا تھا۔ایک تو سکندر کی نظریں اور دماغ اتنا شاطر تھا کہ اس کے سامنے جھوٹ بھی محتاط ہو کر بولنا پڑتا تھا ایک دم اس کی آمد پر اسے غصہ بھی آرہا تھا اور کنفیوزڈ بھی ہو رہا تھا۔رمشا جھک کر سکندر کی پلیٹ تیار کرنے لگی۔

"ام ماموں بس اچانک سکندر کا دل کیا آنے کا مجھے بھی آخری مومنٹ میں بتایا۔ویسے بھی آج کل ویسے ہی بخت کے لیے اُداس ہو رہے تھے سوری جاوید اور الیکس کو بھی ساتھ لے آئے مگر سکندر نے کسی سے ملنے بھی جانا ہے۔" اب حداد جو گارلک بریڈ اُٹھا رہا تھا ایک دم چونک اُٹھا۔

"وہ کہی جا رہا ہے؟"

"جی میرے خیال سے ان سے جن کے پلین میں آئے تھے۔بہت اچھے ہیں سکندر نے بتایا کہ انھوں نے میرا اور ارو کا ویزا لگا دیا شیننگن اب شاید اکسٹینٹ بھی کر دیں۔" رمشا کی بات سُن کر وہ بالکل چُپ ہو گیا پھر اپنے لیے فرائیڈ رائیس ڈالتے ہوئے بولا۔

"تو تم لوگ پرائیوٹ پلین میں آئے تھے نائیس کس کا تھا؟"

"کوئی آسٹریا میں ہوتے ہیں مصطفی شاید نام ہے۔اچھا ماموں میں سکندر کا سیٹل کر کے آئی آپ ارو کو دیکھ لیں شیطان کا کوئی بعید نہیں ہوتا۔" رمشا کہتے ہوئے چل پڑی۔

"ممی می ڈرنگ۔" ماں کو جاتے ہوئے دیکھ کر ارہا بولی۔حداد مصطفی کا نام دہراتے ہوئے ارہا کے لیے گلاس میں ڈرنگ ڈال کر دینے لگا ارہا گھورنے لگی۔

"می نو ٹیک نانامی نوڈر نگ۔۔نانابیڈ می نو گیو۔"

حداد ہنس پڑا۔

"سوری ارو میں آپ کو دوں گا آئی پر امس۔اب یہ لو پر نسس۔" ارہا کو پلانے میں اس نے آگے بڑھ کر مدد کی ارہا نے اپنے چھوٹے سے ہاتھ سے گلاس کو تھاما مگر حداد نے گلاس نہیں چھوڑا۔

"داٹس گڈ گرل یار تم تو بہت جلدی بڑی ہو گئی پر نسس۔"

"می نو پر نسس نانامی جو کی۔" ہنستے ہوے اس کا ایک دم خیال سکندر کی طرف گیا۔

"یہ کون ہے مصطفی؟ سکندر لازمی کسی وجہ سے آیا ہے۔" اس نے اپنا فون نکالا اور کسی کو مسیج ٹیکسٹ کیا۔

•••••••••••••••••••••••••••••••

فلیٹ کا دروازہ کھول کر الیکس اندر داخل ہوا اس کے پیچھے جاوید بھی آیا۔ سکندر نے کرائے پہ ان کے لیے فلیٹ لے لیا تھا کیونکہ بخت کے گھر میں دو کمرے میں موجود تھے اور دوسرا گھر میں اتنے سارے لوگوں کو لانا سکندر کو مناسب بھی نہیں لگا آخر جو بھی تھا وہ اس کا گھر نہیں حداد اور بخت کا تھا وہ اپنی مرضی نا چاہتے ہوے بھی نہیں چلا سکتا تھا۔ ویسے بھی یہ چھوٹی سی بیلڈنگ حداد اور بخت کے گھر کے دس منٹ کے فاصلے پہ تھی۔ جاوید نے اپنا بیگ رکھا اور کاؤنٹر پہ اپنی چابی رکھ کر اپنے آئی بروز سکر یچ کرتے ہوے گھر کا جائزہ لیا۔

Diltangedum by Samreen shah
Published by Classic urdu material
Do not publish without author's permission

"کھانے کا تو اس وقت دل نہیں تھا مگر رات کو بہت دیر بھوک لگے گی کیا کہتے ہو کچھ لے نا آئے۔"

الیکس نے ہاتھ اُٹھا لیے۔

"پلیز یار میری تو ہمت ختم ہو گئی ہے کا پو نے آج تھکا کے رکھ دیا۔ کھانے کا سوچ کر ہی دل عجیب ہو رہا ہے۔ میں تو سوں گا اب۔ تم نے جانا ہے تو فلیٹ کو لاک کر کے جانا۔" بات اس کی بھی صحیح تھی جاوید خود پورے دن تھک گیا تھا یہ تو پھر سولہ سال کا لڑکا تھا۔

"ٹھیک ہے تم جاو۔ میں ہی کچھ لے آتا ہوں۔" وہ کہتے ہوئے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے فون کو چیک کرنے لگا اس کے بعد حنان سر کی دو مسڈ کال دیکھ کر اس نے فون کان سے لگایا اور فلیٹ سے باہر نکل کر اسے لاک لگانے لگا۔ سلام دعا کے بعد حنان نے سنجیدگی سے شیر و کی طبعیت پوچھی جس پہ جاوید نے کہا کہ ٹھیک تو نہیں ہے مگر سکندر نے ظاہر نہ کرنے کی ممکن کوشش کی۔

"مجھے خبر ملی ہے اور مجھے لگتا ہے سکندر لاعلم ہے ورنہ ہنگامہ ہو جاتا تھا۔"

جاوید نے لفٹ کا بٹن دبایا۔

"کیسی خبر سب ٹھیک تو ہے نا سر؟"

"میگھن کو کسی نے ان محترم کے جیل سے نکال لیا ہے اور دو آہم گارڈز غائب ہیں ساتھ میں ایک گارڈ زخمی ہے جو کیمرے والا سکیشن میں ہوتا تھا۔" اس بات پہ جاوید کو جھٹکا لگا۔ لفٹ کھلی تو وہ اندر داخل ہوا اور اپنے ماتھے پہ ہاتھ رکھا۔

Do not publish without author's permission

"کیا مطلب ہے سر کو بالکل خبر نہیں ہے۔ایسا تو ہو نہیں سکتا۔آپ کو خبر کہاں سے ملی۔"

"میرے بھی خاص بندے ہیں جو روس میں ہوتے ہیں۔بہر حال مجھے حیرانگی ہے سکندر کو اس بات کی خبر نہیں ہے۔"لفٹ بند ہونے لگی کہ کوئی لڑکی تیزی سے اندر داخل ہوئی جاوید کا دھیان اس پہ نہیں تھا وہ اپنے ٹینشن میں بیچارا خوف بھی کھار ہا تھا کا پو نے دُنیا ہلا ڈالنی ہے دس پرابلمز میں ان کی طبعیت بھی ناساز تھی۔وہ لڑکی اپنے سوچ میں گم ایک دم اس لمبے سے آدمی کو دیکھنے لگی جو دیکھنے میں اسے خطرناک لگا۔اس کا دل ایک دم ڈوب گیا وہ گھبراہٹ میں اسے دیکھ کیوں نہیں سکی۔اب تو لفٹ بھی بند ہو گئی تھی۔یہ کیا کیا اس نے۔اس نے اپنی جیکٹ کو مٹھی میں لے لیا اور جلدی سے کوئی بٹن دبایا۔

"یہ تو بڑی پرابلم ہے سر ان کو بتانا ہو گا ورنہ ہنگامہ کر دیں گے۔"

"مجھے حیرانگی ہو رہی ہے کہ اگر ایسا واقعہ ہو تو وہ الرٹ ہو جاتا ہے ایسا بیگانگی سمجھ سے باہر تھی۔" اب وہ لڑکی کو دیکھنے لگا جو ایک بٹن کے بعد دوسرا بٹن دبانے لگی اس نے اس کے ہاتھوں کی تیز لرزش کو ایک دم نوٹ کیا۔

"یااللہ یہ لفٹ کھل کیوں نہیں رہی۔"زوہا نے پریشانی سے دس نمبر کا بٹن دبایا۔

"پہلے یہ گرونڈ میں جائے گی آپ جو بٹن دبا رہی ہیں وہ اوپر کا ہے۔" زوہا ایک دم اس کی بھاری آواز پر اچھلی اور اس سے جتنا دور ہو سکتی تھی ہو سکی۔اس کے چہرے اور آنکھوں میں عجیب سی وحشت تھی۔جاوید کو لگا کہ وہ ایک منٹ میں رو دے گی۔اس

Diltangedum by Samreen shah
Published by Classic urdu material
Do not publish without author's permission

نے لفٹ کا بٹن دبایا جو ایک دم کھل گئی۔ وہ لڑکی بنا دیکھے تیزی سے نکلی۔ جاوید کو ایک دم عجیب فیلنگ لگی تو وہ بنا سوچے سمجھے نکل پڑا۔

"جاوید جب تم کسی لڑکی کی آنکھوں اور انداز میں وحشت دیکھو تو اسے اگنور مت کرنا۔ اس کے پیچھے بہت بڑا درد بہت بڑی کہانی چھپی ہوتی ہے۔" بہت عرصے پہلے بھا نے یہ بات کہی تھی اور جاوید کو پتا نہیں اس کو دیکھ کر خیال آیا۔ اس نے دیکھا وہ اب سیڑھیوں سے نیچے جا رہی تھی۔ جاوید کچھ سوچ کر آہستگی سے چلتا ہوے نیچے اُترنے لگا اسے ڈر تھا جس سپیڈ سے جا رہی وہ گر نہ جائے۔ وہ اس کی گھٹی ہوئی سسکیوں کو با آسانی سُن سکتا تھا تو اسے رُکنا پڑا کہی کوئی دیکھ کر یہ نہ سمجھے کہ وہ اس کا پیچھا کر رہا ہے جس کی وجہ سے وہ بھاگ اور رو رہی ہے۔

تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر وہ نیچے گیا مگر وہ لابی سے لے کر باہر پہنچنے تک بھی اسے نظر نہیں آئی۔ یہ کیا وہ بھوت تھی جو ایک دم غائب ہو گئی حالانکہ کے وہ پانچ منٹ کے لئے رُکا تھا۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا پھر اپنا سر جھٹک کر گاڑی کی طرف بڑھا زوہا نے جب اس کے قدموں کو دور جاتے ہوے دیکھا تو زرا سا آگے ہو کر اس کی پشت دیکھنے لگی۔

"یہ کون تھا اور میرے پیچھے کیوں آیا تھا؟" اس نے دل میں خود سے کہتے ہوے اپنے پسینے سے بھرے چہرے پہ ہاتھ پھیرا اور اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا اور اپنے کوٹ کو پیچھے کرتے ہوے اس نے اپنے جلن کے نیشان کے ساتھ نیل کو بھی دیکھا تو آنکھوں میں آنسو نئے سرے سے آئے۔

Diltangedum by Samreen shah
Published by Classic urdu material
Do not publish without author’s permission

••••••••••••••••••

"رمشا!!" وہ تیزی سے بیڈ سے اُٹھا اس نے ارد گرد دیکھا تو اس کے بیچ میں ارو سو رہی تھی مگر رمشا کہی دکھائی نہیں دے رہی تھی وہ بنا سوچے سمجھے تیزی سے اُٹھا اور واش روم کی طرف گیا مگر وہاں اسے نہ پاکر اسے بے انتہا غصہ آیا زور سے دروازے پہ مکا مارے وہ کمرے سے باہر نکلا۔ صبح کے چھ بج رہے تھے اور اس وقت سارے سو رہے تھے جبکہ سکندر تو رات کو بہت جلدی سو گیا تھا اس لئے اس کی آنکھ اسی ٹائیم کھل گئی ۔ تیزی سے نیچے اُتر کر وہ خاموشی سے اس کو اِدھر اُدھر دیکھنے لگا ورنہ اس کا اپنا گھر ہوتا تو اب تک اس کی دھاڑے پوری سکندر ولا میں گونج رہی ہوتی۔ گھر اتنا بڑا نہیں تھا جس پہ زیادہ ٹائیم لگتا وہ اب رمشا کو اونچی آواز میں پکارنے لگا تھا جب اس نے کھڑکی میں دیکھا تو وہ پچھلے گھر کے حصے میں اس کھڑکی شال لپیٹے نظر آئی۔ کچن کا دروازہ کھول کر وہ باہر آیا۔

"رے!!!!" رمشا نے ایک دم ڈر کر اپنے دل پہ ہاتھ رکھا اسی وقت سکندر نے اس کا بازو پکڑ کر گھمایا۔

"تمھیں کب سے ڈھونڈ رہا ہوں اور تم یہاں ہو صبح صبح کس پاگل کتے نے تمھیں کاٹا ہوا تھا۔"

وہ اس کو بازوں میں لے کر زور سے بھینچتے ہوے پھٹ پڑا۔ شاید بُرے خواب کے آثر میں تھا۔

"تم بہت شوق ہے کہ میرے ہاتھ سے مار کھاو تب بات سمجھ میں آئے گی۔" وہ بہت غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔

"سس سکندر۔۔ میری بات۔۔"

"چُپ!!!! " اس نے اسے چھوڑتے ہوے اس کا چہرہ تھاما۔

"یقین جانو اس وقت تم پر اتنا غصہ آرہا ہے کہ دل کر رہا ہے تمھیں مار دوں تاکہ کوئی تمھیں مجھ سے نہ چھینے تم مجھے چھوڑ کر کسی کے پاس نہ جاو۔"

وہ دانت پیستے ہوے اتنے جنونی انداز میں بولا کہ رمشا ہکا بکا رہ گئی۔ایک دم وہ کسی بھوت کی طرح اچانک آیا اور اب اس کی دھمکی آمیز باتیں وہ بھی اتنی صبح صبح۔

"دِددادو لِک کام۔۔" وہ اسے ریلیکس کرنے کے لیے اس کا بازو تھام کر انھیں سہلانے لگی کہ سکندر نے اس کو مزید اچھلنے پہ مجبور کر دیا۔

"اور تم میرے صبر کا امتحان لینے کے لئے اس دُنیا میں آئی ہو یہاں آرام سے کھڑی ہو تاکہ تمھیں کوئی آسانی سے مجھ سے دور کر دے۔ہیں نا کیوں رے میں نے کیا بگاڑا ہے تمھارا۔" رمشا سمجھ گئی اس نے رات کو اپنی پینک اٹیک کی دوائی نہیں لی اسی کا اثر ہے کہ وہ اب ہسٹرک ہو رہا ہے۔رمشا نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اس دبایا اور دوسرے سے اپنا چہرہ اس کی گرفت سے نکالنا چاہا کہ سکندر نے گرفت مضبوط کی۔

"تم صرف میری ہو سُنا تم نے۔مجھے کوئی تم سے دور کرے گا تو اس کے جسم کے اتنے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کروں گا کہ کوئی اس کا وجود کسی بھی طریقے سے پہنچان نہیں سکے گا اور اگر تم مجھ سے الگ ہوئی یا ہماری دوری کی زمہ دار بنی تو تمھیں مار کے خود کو مار

Do not publish without author's permission

کر چین سے بیٹھوں گا۔" رمشا کو اس کو کسی طریقے سے کنڑول کرنا تھا تو اس نے اپنا چہرہ سکندر کی گرفت سے ہٹا کر اس کا چہرہ تھام کر بڑی شدت سے اس پہ پیار بھرا حملہ کیا۔ اب یہی حل بچہ تھا۔ سکندر کی جان میں جان آئی اس نے بھی اپنی شدت بڑھاتے ہوے اس کے گرد بازو حمائل کیے اور اسے گھما کر دروازے کے ساتھ لگایا پھر وہ بیچ میں بولا۔

"وعدہ کرو مجھ سے چاہے کچھ بھی ہو جائے دوبارہ وہی پرانی والی حماقت نہیں کرو گی۔"

رمشا نے سانس بحال کرتے ہوئے سر ہلایا مگر سکندر نے اس کے بالوں میں انگلیاں گھسا کر مزید قریب ہو کے غرایا۔

"مجھے تمھارے ورڈز چاہیے رے!!!! " توبہ وہ بہت والا سکندر دکھائی دے رہا تھا جہاں نرمی کا دور دور تک کوئی سین نہیں تھا۔

"میں ایسی کوئی حماقت نن نہیں کروں گی۔۔آئی پرامس سکندر مگر آپ پریشان ہونا چھوڑ دیں۔ مجھے آپ سے کوئی نہیں چھینے گا۔" اس نے سکندر کا گال تھام کر اسے نرمی سے کہا۔ ایسے جنونی وقت میں وہ بالکل ڈر جایا کرتی تھی کہ سکندر اس کے غصے اور لاڈ میں بھی کنڑول میں نہیں آیا کرتا تھا۔

"کوئی ہے!!!! اس نے میرا سکون مجھ سے چھین لیا ہے!!!!! " اس نے ایک بار پھر رمشا کو پیار کیا اور اپنی پیشانی اس کے ساتھ ٹکائی۔

"اب آپ اس کا سکون چھینے یہ میں آپ کو کہتی ہوں مگر سکندر پلیز ایسی کوئی حرکت مت کیجیے گا جس سے مجھے وہ دوبارہ منظر دیکھنے کو نہ ملے جو تین سال پہلے مجھے اور بخت

کو ہلا چکا تھا۔" سکندر اب رے کو بازوں میں لیے بالکل ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ رمشا کی محبت ہمیشہ سکندر جیسے بیسٹ کو قید میں رکھتی تھی مگر سکندر کی محبت ہمیشہ یہ قید توڑنے پہ مجبور کرتی تھی بڑا ہی عجیب رشتہ تھا رے اور سکندر کا جو ایک وقت میں یہ آگ بجھتی اور جلتی رہتی تھی۔

سکندر نے اس کے کندھے کے گرد دونوں بازو پھیلا کر اس کے سر پہ اپنے لب رکھے۔

"نہیں دیکھو گی تم لیکن تم ہر چیز کے لئے تیار بھی رہنا کیونکہ کبھی کبھی قسمت آپ پہ مہربان نہیں ہوتی۔" پتا نہیں یہ بات کیوں منہ سے نکل گئی رمشا نے سکندر کی شرٹ کو مٹھی میں لیا۔

"سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا سکندر۔" رمشا کے لہجے میں سکندر نے نمی محسوس ہوئی اسے اپنے بلاوجہ کے جنونی اور غصیلی طبیعت پہ پہلی بار غصہ آیا۔

"ہاں یا پھر۔۔۔۔" یا پھر اس نے کہنے سے روک دیا تھا پہلے ہی وہ ڈری ہوئی تھی تو یہ کہنے کی ویسے بھی ضرورت نہیں تھی۔ سکندر اس سے الگ ہوا تو اس کی نمی کو آنے سے پہلے ہی اس نے روک دیا اور انگھوٹے کی مدد سے اسے بھاگتے ہوئے وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر لا یا۔

"تم کب اُٹھی؟"

"بس نماز کے لئے اُٹھی تھی اس سے پہلے رات کے تین بجے شاید ماموں اور بخت کی تیز تیز آوازیں آئی۔ ایک منٹ کے لئے تو مجھے لگا دونوں لڑ رہے ہیں مگر ماموں شاید

Diltangedum by Samreen shah
Published by Classic urdu material
Do not publish without author's permission

بخت کو ڈرا رہے تھے میرے خیال سے ہارر فلم دیکھ رہے تھے۔" سکندر مسکرا کر تاسف سے سر ہلانے لگا۔

"دونوں نارمل کپل ہر گز نہیں لگتے بچوں کی طرح لڑ رہے تھے۔میں تو سوچ رہا ہوں آگے جا کر ان دونوں کے بچے ہی انھیں سمجھا اور روک رہے ہونگے۔" رمشا سکندر کے لائیٹ موڈ پہ مسکرائی اور زرا لال بھی ہو گئی کہ لائیٹ بھی کس بدولت ہوا تھا۔

"بخت بہت خوش ہے سکندر۔ماموں بہت خیال رکھتے ہیں آپ نے اس کی آنکھوں کی چمک نہیں دیکھی۔" سکندر نے اپنی داڑھی کو کھروچتے ہوئے مسکرایا۔

"اس کی طرف سے میں واقعی بیحد پُر سکون ہو گیا۔پتا ہے صوفی جب بھی میری خواب میں آتی ہے اس کے چہرے پہ اصل خوشی ہوتی ہے وہ بہت سکون میں ہوتی ہے رے۔ میں نے آج سے پہلے صوفی کو اتنا خوش نہیں دیکھا۔" رمشا نے اس کے ہاتھ کو ہولے سے دبایا۔

"شی از ہیپی بیکوز آف یو۔"

"ستیاناس جائے حداد آپ کا اور اس گھڑی کا!!!!" اوپر سے بختاور کا شور سُنائی دیا۔

سکندر اور بخت اوپر دیکھنے لگے۔بختاور نے اونچی آواز میں کہتے ہوئے حداد کی گھڑی کو پھر حداد کو غصے سے دھکا دیا بیچارا جو بیڈ کے کونے میں لیٹا تھا بخت کی وجہ سے ایک دم دھڑم کر گرا۔

"اُف میرے اللہ!!! کیا آفت آگئی۔"

"اپنے اس منحوس گھڑی کو بند کریں حداد نہیں تو میں آپ کا سر پھوڑ دوں گی۔"

Diltangedum by Samreen shah
Published by Classic urdu material
Do not publish without author's permission

بختاور منہ پہ تکیہ رکھتے ہوئے لیٹنے لگی کیونکہ کلاک پھینکنے پر بھی چُپ نہیں ہوا۔ حداد غصے سے اُٹھا اور بختاور کے منہ سے تکیہ اُٹھا کر اسے مارا۔

"شرم نہیں آتی اپنے شوہر کو ایسے پھینکتے ہوئے۔ بخت تم اپنی حد کراس کرتی ہو اب پرے ہٹو نہیں دو تمھیں ٹیرس سے باہر پھینک دوں گا۔" بختاور غصے سے اُٹھی اس کے منہ پہ سارے بال آئے ہوئے تھے مگر وہ اپنے بال ٹھیک کرنے کے بجائے اسے مکے مارنے لگی۔

"دس بار پھینکوں گی۔ ایک تو میری نیند خراب کی آپ نے بامشکل دس سکینڈ ہوا تھا اتنی اچھی نیند آئی تھی اور میں جیسن موموا سے مل رہی تھی اور آپ آپ اور یہ چیختی ہوئی ڈائین بند کریں اسے۔"

حداد کا پہلا ہی پارا آوٹ ہوا تھا اب خواب میں اس کا جیسن موموا سوچ کر مزید دماغ خراب ہو گیا۔

"نہیں کروں بلکہ ٹھہرو۔ تم اپنے شوہر کے ساتھ لیٹتے ہوئے جیسن موموا سے ملاقاتیں کرتی ہو سب بتاوں گا تمھارے اس عظیم سکندرِ آعظم کو!!!

"میری طرف سے دس شکایتیں لگائیں آپ اپنا خود چہرہ خراب کریں گے۔" بختاور کمبل اوڑھ کر دوبارہ لیٹ گئی تھی کیونکہ کلاک چُپ ہو گیا تھا مگر بیچاری کو شوہر بھی اسی جیسے ملا تھا۔ حداد نے میوزک سسٹم آن کر دیا اور اسے اونچا کر دیا۔

"یا اللہ سکندر ایسے تو اروا اُٹھ جائے گی۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔" سکندر نے اوپر دیکھا اور کندھے اچکائے۔

"آورے آف سُن شائین چائے بناتے ہیں چھوڑو انھیں یہ دونوں میاں بیوی جانے۔"

سکندر کو سُن کر رمشا کا منہ کھل گیا۔ بختاور نے کمبل ہٹا کر اب حداد کا گلا دبانے کا تہیہ کیا۔

"آئی ول کل یو۔" وہ حداد پہ حملہ کرنے لگی کہ حداد نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"جیسن مومووا؟ اب تمھارے منہ سے یہ نام نہ سُنوں۔"

"حداد اس کو دفع کریں میوزک بند کریں ہم اکیلے نہیں ہیں آپی اور ماما کے ساتھ ارو بھی ہے۔"

"آئی ڈونٹ کیر بخت!!!" حداد اس کے دونوں بازو پکڑ کر اسے اونچا کرتے ہوئے غرایا۔

"میں تمھارے ساتھ رات کو ٹائیم سپینڈ کرنا چاہتا تھا اور تم نے مجھے اگنور کر کے اپنے ماما اور آپی کے ساتھ وقت بیتایا چلو مگر رات کو تمھارے ساتھ مووی دیکھنا چاہتا تھا اور تم مجھ سے لڑ کر سو گئی اور اب جیسن مومووا کا نام میرا خون کیوں کھولنے کی ٹھان لی ہے"۔

"ہارر فلم کے ساتھ ٹائیم سپینڈ ہوتا ہے حداد!!! اور بند کریں اسے میں توڑ دوں گی۔"

وہ اپنا آپ حداد سے چھڑوانے چاہتی تھی مگر حداد نے میوزک سسٹم بند کر اسے اُٹھا کر باہر ٹیرس پہ لے آیا۔

"سوری بولو اور اونچی آواز میں آئی لو یو کہو مجھے ورنہ یہی پھینک دوں گا۔"

Diltangedum by Samreen shah
Published by Classic urdu material
Do not publish without author’s permission

"کاش آپ کے لمبے بال ہوتے انھیں کھینچ کر بینگن کا بھرتا بناتی۔ میں ماما کو چلا کر بلاؤں گی حداد۔"

مگر حداد مزید جھکا تو بخت نے اس کی شرٹ دبوچی۔

"جو کہا وہ کرو۔"

"ماما۔"

"اب تم نے ماما کا نام لیا تو تمھارا اس بھی بُرا حشر کروں گا۔" حداد مزید ریلنگ کے قریب آیا تو بخت کو بولنا پڑا۔

"اچھا اچھا حداد آئی لو یو اور تم جیسن موموا سے بھی زیادہ عظیم ہو۔" بختاور نے دانت پیستے ہوئے جلدی میں کہا۔

"کیا کہا مجھے بھی سُنا نہیں دیا اور زرا پیار سے بولنا۔"

"آئی لو یو سو مچ ڈاکٹر اب مجھے اُتارے اس سے پہلے ماما نازل ہو جائے۔"

حداد نے اسے اُتارا۔

"دوبارہ ایسا کیا نا تو پنکھے سے اُلٹا لٹکا کر پنکھا چلا دوں گا ڈائین۔"

"میں جب ڈائین بن گئی نا تو یہ بچی ہوئی آنکھ بھی کھینچ کر نکال دوں گی۔"

"کھینچو۔" حداد جھک کر شرارت سے کہا اب وہ مطمئن تھا۔ بختاور اس کے منہ کو پرے کرتے ہوئے جانے لگی کہ حداد نے اسے روک کر گال پہ پیار کیا۔ بختاور نے اس کے پیر پہ اپنا پیر زور سے مارا اور بستر کے بجائے سیدھا باہر چلی گئی۔ حداد اپنے کمرے کا

Diltangedum by Samreen shah
Published by Classic urdu material
Do not publish without author’s permission

حشر دیکھ کر ہنسا۔اپنا ٹاول اُٹھا کر ریفریش ہونے کے لئے واش روم گھس گیا اس وقت بخت لانڈری روم سے گیسر بند کر چکی تھی۔

"اب انجوائی کرنا حداد عظیم میری نیند حرام کی ہے تم نے۔" پُر سکون ہو کر وہ نیچے بڑھی تو ماما اور آپی کو دیکھ کر شرمندہ ہو گئی۔ارہا سکندر کے گود میں اپنے کان پہ ہاتھ ہی رکھا تھا اور باپ سے شور کا کمپلین کر رہی تھی۔سکندر مسکرا کر چائے کا سپ لیتے ہوے بولا۔

"ارو لک آگئی تمھاری نیند جگانے والی ڈانٹوں انھیں۔"

سکندر نے اشارہ کیا تو ارو نے ابھی تک کان پہ ہاتھ رکھا اور اب بخت کو گھورنے لگی۔

بخت کان پکڑ کر کچھ کہنے لگی کہ حداد کی شور پہ رمشا نے اپنے سر پہ ہاتھ مار کر ہنستے ہوے سکندر کو دیکھا۔سکندر بھی ہنس پڑا۔

"ولیکم ٹو پاگل خانہ ماما۔" بخت بھی ارہا کی طرح کانوں میں انگلیاں ٹھونستے ہوے بولی۔

"پاپا ایر ہرٹ می سلپ آپی نانا بیڈ ای ہوم بیڈ۔۔می گو ہوم۔" ارہا سکندر کے سینے پہ سر رکھے بولی۔

"اب یہ آپی کی سزا ہے کہ آپی اس لاڈلی کو سلائے گی جبکہ مجھے ابھی اور اسی وقت نکلنا ہے۔"

"آپ کہاں کو نکلے اور میں چلو ارو آو آپی اور آپ مل کر سوتے ہیں۔"

"نہیں پہلے بختاور میڈم حداد کو ناشتہ کروائے گی اسے کام پہ بھیج کر سوئے گی۔" ماما کی بات سُن کر بخت کا منہ کھل گیا۔

Published by Classic urdu material
Do not publish without author's permission

"مامایہ کیا بات کر رہے ہیں ماما آپ کو پتا ابھی حداد نے۔"

"یہ تم دونوں میاں بیوی کا معاملہ ہے بچے چلو جلدی سے حداد کے لئے کچھ بناؤ رے بخت سے کوئی چھوٹا سوٹ کیس لو اور میری پیکنگ کر دو میں کل تک آجاوں گا۔"

"ماما آپ کہاں چل دیے۔آپ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔" بختاور اب سکندر سے ارہا لینے لگی جس کی آنکھیں اب بند ہو رہی تھیں۔

"بالکل ٹھیک ہے تم سب نے میری بہت خدمت کی میرا وہاں پہنچنا بہت ضروری ہے چلو ڈویورورک۔" سکندر اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوے اوپر چل پڑا۔بخت نے ارو کے سر پہ اپنی ٹھوڑی رکھ دی۔

"سوری بابا مجھے آپ کا خیال رکھنا چاہیے تھا مگر دیکھو کیسے سزا ملی آپی!!! مجھے اپنی پرانی زندگی واپس چاہیے اووووو۔"

"یہ زندگی تو بیٹا آپ نے خود چُنی ہے میں تو چلی۔" رمشا بھی شرارت سے کہتے ہوے بخت کے سائیڈ سے گزری۔

••••••••••••••••

ہیلی کاپٹر سے اُتر کر وہ دو بندے جو اس کے لئے کھڑے ہوے تھے اسے خوش آمدید کہنے لگے اس نے ان سے ہاتھ ملایا۔وہ اس وقت نیوی بلیو سوٹ میں ملبوس نیوی بلیو ٹائی میں خطرناک مگر دہلا دینے والی حسین شہہ لگ رہا تھا۔کروشیا کی اچانک آمد کی وجہ مصطفی تھا کیونکہ مصطفی کو پتا چلا تھا کہ اس سپورٹس ارینا میں وہ لوگ موجود ہیں جن پہ ان دونوں کو شک تھا بلکہ تقریباً یقین بھی تھا۔سکندر اب اس خوف سے مکمل طور پہ

Do not publish without author's permission

دور ہو جانا چاہتا تھا جتنا جلد از جلد ہو سکے وہ اس مسئلے کو ختم کرے۔ سامنے آسٹن مارٹن کھڑی ہوئی تھی سکندر سمجھ گیا ضرور وہ بیٹھا ہو گا۔

"تو بلینیر صاحب کو توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اُتر کر میرا استقبال کرتے۔"

اس نے لمبے سے چوڑے باڈی گارڈ کو کہا جو مصطفٰی کا بندہ تھا۔ اس کے پیچھے کالے سوٹ میں جاوید بھی موجود تھا جبکہ الیکس رمشا اور ارہا کی حفاظت کے لئے وہاں موجود تھا۔

"نو وہ اس لئے اندر ہیں کیونکہ جگہ جگہ جرنلسٹ ہوتے ہیں تو کچھ بھی خبر پھیل سکتی ہے تو وہ آپ کی سیفٹی کا خیال رکھ رہے ہیں۔"

سکندر کاپو کے بجائے بالکل بھاوالے انداز میں ہنسا جو وہ اکثر جمالی کو چڑانے کی لئے کیا کرتا تھا۔

"سُن رہے ہو جاوید میاں۔ بھا سے بھی زیادہ کوئی مشہور ہو سکتا ہے۔ اس کے ڈرامے تو چیک کرو۔ ہونہہ اسے کہو باہر آ کے ملے دیکھنا اس کی مشہوری ڈبل کر دوں گا۔"

"تمیز تو چھو کر نہیں گزری تمھیں کاپو اور بھول کیوں جاتے ہو بارہ سال بارہ ہوں تم سے۔" سکندر کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ نیلی آنکھوں اور گھنی براون داڑھی والا لمبا کڑیل چوڑا آدمی اور کوئی نہیں میکسملین مارٹن بلکہ مصطفٰی آصف تھا۔

"ارے بڑی خالص اُردو بولتے ہو تم تو کوئی دیکھ کر یقین نہیں کرتا ہو گا۔ ویسے دیکھ کر صدقہ اُتارنے کا دل کرتا ہے کہ تم جیسا پلے بوئی پکا اللہ کا بندہ بن گیا۔ تمھیں دیکھ کر

Diltangedum by Samreen shah
Published by Classic urdu material
Do not publish without author's permission

پتا نہیں کیوں اپنا جمالی یاد آگیا ہے۔ہائے جاوید میری تصویر بھیجنا بیچارا مسکرادے گا زرا
۔"

"فضول اور ایکسٹرا بولنے کی عادت ویسے گئی نہیں تم میں کاپو۔" مصطفی مسکراہٹ دباتے
ہوے بولا۔

"کاپو نہ بولو یار منہ سے بھاسُنا اچھا لگتا ہے اب تو بھئی مسلمان ہو تو اسلام کی حیثیت
سے بھائی بھائی بنے تو گلے ملنے میں اعتراض تو نہیں ہے نا یہ حق اب اپنی وائف کو دیا
ہے۔" سکندر کی بات پر مصطفی آگے بڑھا اور سکندر کے بغلگیر ہوا۔

"یار اس عمر میں تو میں بڑا جوان تھا تم تو بھائی ابھی سے بوڑھے ہونے لگے ہو بال بھی
خاصے سفید ہو رہے ہیں۔"

"بڑے ہو تو لحاظ کر رہا ہوں ورنہ جانتے ہو مجھے۔ایک منٹ میں ناک آوٹ کر دیتا ہوں
۔" مصطفی مسکرایا جیسے کسی چھوٹے بچی کی بات پہ بندہ مسکراتا ہے مگر وہ سکندر کی بہت
عزت کرتا تھا اپنے مقابل کسی کو سمجھتا تھا تو اس شخص کو جو کہنے میں اس سے بارہ سال
چھوٹا تھا مگر اپنی طاقت میں وہ اس کے عمر کے ہی برابر تھا۔

"بہت عرصے بعد مل کر اچھا لگا کاپو۔"مصطفی نے گلاسس پہنتے ہوے سکندر کا کہا۔

"کوئی اپ ڈیٹ؟"

"ہاں وہی پہ ہو گا تھوڑی دیر میں سُنا ہے پہنچنے لگا ہے تم ایسا کرو وہ سامنے جیپ میں جاو
ہم دونوں ساتھ جائے گے تو اسے لگے گا ہم ساتھ ملے ہیں۔"

Diltangedum by Samreen shah
Published by Classic urdu material
Do not publish without author's permission

"کیوں تمھاری آسٹن مارٹن کو میں نے گندہ کر دینا تھا مسٹر او سی ڈی۔" وہ جانتا تھا مصطفی کو او سی ڈی والی بیماری ہے۔ مصطفی نے تاسف سے سر ہلانے کے لئے کچھ کہنے لگا جب اس نے دیکھا اس کا فون بج رہا تھا اس نے دیکھا الان کی کال تھی۔

"تم بیشک اس میں چلے جاو تم سے کون بحث کرے کبھی کبھار تم مجھے میرے بیٹے بُراق کی طرح لگتے ہو۔ یا بڈی۔۔اوکے اوکے۔"

کوئی اس کے سامنے گاڑی میں فٹافٹ بیٹھ کر زن سے گاڑی آگے بڑھا چکا تھا اور مصطفی نے مڑ کر دیکھا تو ہنسا وہ واقعی بُراق کی طرح تھا۔

جاری ہے

Do not publish without author’s permission